درود اُن ﷺ پر
سلام اُن ﷺ پر

سید ابوالاعلیٰ مودودی

منشورات

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ط (الاحزاب، ۳۳ : ۵۶) اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر دُرود بھیجو۔

اللہ کی طرف سے اپنے نبیؐ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ پر بے حد مہربان ہے، آپؐ کی تعریف فرماتا ہے۔ آپؐ کے کام میں برکت دیتا ہے، آپؐ کا نام بلند کرتا ہے اور آپؐ پر اپنی رحمت کی بارش فرماتا ہے۔ ملائکہ کی طرف سے آپؐ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپؐ سے غایت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپؐ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپؐ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے، آپؐ کے دین کو سر بلند کرے، آپؐ کی شریعت کو فروغ بخشے اور آپؐ کو مقامِ محمود پر پہنچائے۔

یہ بات [اس وقت] فرمائی گئی جب دشمنانِ اسلام اس دینِ مبین کے فروغ پر اپنے

دل کی جلن نکالنے کے لیے حضورؐ کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کررہے تھے، اور اپنے نزدیک یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح کیچڑ اچھال کر وہ آپؐ کے اس اخلاقی اثر کو ختم کردیں گے، جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے قدم روز بروز بڑھتے چلے جارہے تھے۔ ان حالات میں [**سورہ احزاب کی**] یہ آیت نازل کرکے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بتایا کہ:

> کفار و مشرکین میرے نبیؐ کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی چاہیں کوشش کر دیکھیں، آخرکار وہ منہ کی کھائیں گے۔ اس لیے کہ میں اس پر مہربان ہوں اور ساری کائنات کا نظم و نسق جن فرشتوں کے ذریعے سے چل رہا ہے وہ سب اس کے حامی اور ثناخواں ہیں [اسلام کے دشمن] اس کی مذمت کرکے کیا پاسکتے ہیں، جبکہ میں اس کا نام بلند کررہا ہوں اور میرے فرشتے اس کی تعریفوں کے چرچے کررہے ہیں۔ وہ اپنے اوچھے ہتھیاروں سے اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جبکہ میری رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور میرے فرشتے شب و روز دعا کررہے ہیں کہ رب العالمین، محمدؐ کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو اور زیادہ فروغ دے۔

دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ”اے لوگو، جن کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت راہ راست نصیب ہوئی ہے، تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے احسانِ عظیم کا حق ادا کرو۔ تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، اس شخص نے تمھیں علم کی روشنی دی۔ تم اخلاق کی پستیوں میں گرے ہوئے تھے، اس شخص نے تمھیں اٹھایا اور اس قابل بنایا کہ آج محسودِ خلائق بنے ہوئے ہو۔ تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے، اس شخص نے تم کو بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا۔ کفر کی دنیا اسی لیے اس شخص پر خار کھا رہی ہے کہ اس نے یہ

احسانات تم پر کیے، ورنہ اس نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہ کی تھی۔

اس لیے اب تمھاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جتنا بغض وہ اس خیرِ مجسم ؐ کے خلاف رکھتے ہیں، اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ محبت تم اس سے رکھو۔ جتنی وہ اس سے نفرت کرتے ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے گرویدہ ہو جاؤ۔ جتنی وہ اس کی مذمت کرتے ہیں، اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ تم اس کی تعریف کرو۔ جتنے وہ اس کے بدخواہ ہیں اتنے ہی، بلکہ اس سے زیادہ تم اس کے خیر خواہ بنو اور اس کے حق میں وہی دعا کرو جو اللہ کے فرشتے شب و روز اس کے لیے کر رہے ہیں کہ:

> اے ربِ دو جہاں، جس طرح تیرے نبی ؐ نے ہم پر بے پایاں احسانات فرمائے ہیں، تو بھی ان پر بے حد و حساب رحمت فرما، ان کا مرتبہ دنیا میں سب سے زیادہ بلند کر اور آخرت میں بھی انھیں تمام مقرّبین سے بڑھ کر تقرّب عطا فرما۔

مسلمانوں کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک صَلُّوْا عَلَیْہِ، دوسرے وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ صلوٰۃ کا لفظ جب علٰی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے، تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں: ایک کسی پر مائل ہونا۔ اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر جھکنا۔ دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا۔ یہ لفظ جب اللہ تعالٰی کے لیے بولا جائے گا، تو ظاہر ہے کہ تیسرے معنی میں نہیں آسکتا، کیونکہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابل تصوّر ہے۔ اس لیے لامحالہ وہ صرف پہلے دو معنوں میں ہوگا۔ لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لیے بولا جائے گا، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان، تو وہ تینوں معنوں میں ہوگا۔ اس میں

محبت کا مفہوم بھی ہوگا، مدح وثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی۔ لہٰذا، اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صَلُّوْا عَلَیْہِ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے، کہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ۔ ان کی مدح وثنا کرو اور ان کے لیے دعا کرو۔

'سلام' کا لفظ بھی دو معنی رکھتا ہے: ایک ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا جس کے لیے ہم اردو میں سلامتی کا لفظ بولتے ہیں، دوسرے صلح اور عدمِ مخالفت۔ پس نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کہنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم پوری طرح دل و جان سے ان کا ساتھ دو، ان کی مخالفت سے پرہیز کرو اور ان کے سچے فرماں بردار بن کر رہو۔

یہ حکم جب نازل ہوا تو متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، سلام کا طریقہ تو آپؐ ہمیں بتا چکے ہیں (یعنی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ 'اور ملاقات کے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا'، مگر آپؐ پر صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں حضورؐ نے بہت سے لوگوں کو مختلف مواقع پر جو دُرود سکھائے ہیں وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (رواہ : کعب بن عجرہؓ)

یہ درود تھوڑے تھوڑے لفظی اختلافات کے ساتھ حضرت کعب بن عجرہؓ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد بن ابی شیبہ، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔ ابن عباسؓ سے بھی بہت خفیف فرق کے ساتھ وہی دُرود مروی ہے جو اوپر نقل ہوا ہے۔ (ابن جریر)

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (رواہ: ابو حمید ساعدیؓ.. مالک، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ)

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (رواہ: ابو مسعود بدریؓ ..مالک، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن جریر، ابنِ حبان، حاکم)

- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ (رواہ: ابو سعید خدریؓ .. احمد، بخاری، نسائی، ابنِ ماجہ)

- اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (رواہ: بُرَیْدَۃ خزاعی، احمد، عبدبن حمید، ابنِ مردویہ)

- **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.** (رواہ: ابو ہریرہؓ، نسائی)

- **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.** (رواہ: طلحہؓ، ابن جریر)

یہ تمام دُرود الفاظ کے اختلاف کے باوجود معنی میں متفق ہیں۔ ان کے اندر چند اہم نکات ہیں جنھیں سمجھ لینا چاہیے۔

- اوّلاً: ان سب میں حضورؐ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ مجھ پر دُرود بھیجنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے خدا، تو محمدؐ پر دُرود بھیج۔ نادان لوگ جنھیں معنی کا شعور نہیں ہے، اس پر فوراً یہ اعتراض جڑ دیتے ہیں کہ یہ تو عجیب بات ہوئی، اللہ تعالیٰ تو ہم سے فرما رہا ہے کہ تم میرے نبیؐ پر دُرود بھیجو، مگر ہم الٹا اللہ سے کہتے ہیں کہ تو دُرود بھیج، حالانکہ دراصل اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ تم مجھ پر صلوٰۃ کا حق ادا کرنا چاہو بھی تو نہیں کر سکتے اس لیے اللہ ہی سے دعا کرو کہ وہ مجھ پر صلوٰۃ فرمائے۔

ظاہر بات ہے کہ ہم حضورؐ کے مراتب بلند نہیں کر سکتے، اللہ ہی بلند کر سکتا ہے، ہم حضورؐ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے، اللہ ہی ان کو اجر دے سکتا ہے۔ ہم حضورؐ کے رفع ذکر کے لیے اور آپؐ کے دین کو فروغ دینے کے لیے خواہ کتنی ہی کوشش کریں، اللہ کے فضل اور

اس کی توفیق وتائید کے بغیر اس میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ حضورؐ کی محبت وعقیدت بھی ہمارے دل میں اللہ ہی کی مدد سے جاگزین ہو سکتی ہے، ورنہ شیطان نہ معلوم کتنے وساوس میں ڈال کر ہمیں آپؐ سے منحرف کر سکتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ۔ لہٰذا، حضورؐ پر صلوٰۃ کا حق ادا کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ اللہ سے آپؐ پر صلوٰۃ کی دعا کی جائے۔

جو شخص اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتا ہے وہ گویا اللہ کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ: خدایا، تیرے نبیؐ پر صلوٰۃ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس میں نہیں ہے، تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کر اور مجھ سے اس کے ادا کرنے میں جو خدمت چاہے لے لے۔

● ثانیاً، حضورؐ کی شان کرم نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ تنہا اپنی ذات کو اس دعا کے لیے مخصوص فرمالیں، بلکہ اپنے ساتھ اپنی آل اور ازواج اور ذریّت کو بھی آپؐ نے شامل کر لیا۔ ازواج اور ذریّت کے معنی تو ظاہر ہیں۔ رہا ’آل‘ کا لفظ، تو وہ محض حضورؐ کے خاندان والوں کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس میں وہ سب لوگ آجاتے ہیں جو آپؐ کے پیرو ہوں اور آپؐ کے طریقے پر چلیں۔ عربی لغت کی رو سے ’آل‘ اور ’اہل‘ میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی ’آل‘ وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں جو اس کے ساتھی مددگار اور متبع ہوں، خواہ وہ اس کے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں، اور کسی شخص کے ’اہل‘ وہ سب لوگ کہے جاتے ہیں، جو اس کے رشتہ دار ہوں، خواہ وہ اس کے ساتھی اور متبع ہوں یا نہ ہوں۔

قرآن مجید میں ۱۴ مقامات پر 'آلِ فرعون' کا لفظ استعمال ہوا ہے' اور ان میں سے کسی جگہ بھی آل سے مراد محض فرعون کے خاندان والے نہیں ہیں' بلکہ وہ سب لوگ ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں اس کے ساتھی تھے (مثال کے طور پر ملاحظہ ہو' سورہ بقرہ: ۴۹' ۵۰' آل عمران: ۱۱' الاعراف: ۱۳۰' المومن: ۴۶) پس 'آلِ محمدؐ ' سے ہر وہ شخص خارج ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہ ہو' خواہ وہ خاندان رسالت ہی کا ایک فرد ہو' اور اس میں ہر وہ شخص شامل ہے' جو حضورؐ کے نقش قدم پر چلتا ہو' خواہ وہ حضورؐ سے کوئی دُور کا بھی نسبی تعلق نہ رکھتا ہو۔ البتہ' خاندان رسالت کے وہ افراد بدرجۂ اولیٰ آلِ محمدؐ ہیں جو آپؐ سے نسبی تعلق بھی رکھتے ہیں اور آپؐ کے پیرو بھی ہیں۔

- ثالثاً ہر دُرود جو حضورؐ نے سکھایا ہے اس میں یہ بات ضرور شامل ہے کہ آپؐ پر ویسی ہی مہربانی فرمائی جائے جیسی ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر فرمائی گئی ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے میں لوگوں کو بڑی مشکل پیش آئی ہے' اس کی مختلف تاویلیں علماء نے کی ہیں' مگر کوئی تاویل دل کو نہیں لگتی۔ میرے نزدیک صحیح تاویل یہ ہے (والعلم عنداللّٰہ) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایک خاص کرم فرمایا ہے' جو آج تک کسی پر نہیں فرمایا اور وہ یہ ہے کہ تمام وہ انسان جو نبوت اور وحی اور کتاب کو ماخذ ہدایت مانتے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشوائی پر متفق ہیں' خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا یہودی۔ لہٰذا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے پیروؤں کا مرجع بنایا ہے' اسی طرح مجھے بھی بنا دے اور کوئی ایسا شخص جو نبوت کا ماننے والا ہو میری نبوت پر ایمان لانے سے محروم نہ رہ جائے۔

یہ امر کہ حضورؐ پر دُرود بھیجنا سنت اسلام ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے اس کا پڑھنا مستحب ہے اور خصوصاً نماز میں اس کا پڑھنا مسنون ہے، اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس امر پر بھی اجماع ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ حضورؐ پر دُرود بھیجنا فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں اس کا حکم دیا ہے [تاہم] دُرود کے مسئلے میں اختلاف [کی نوعیت درج ذیل] ہے:

امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں آخری مرتبہ جب آدمی تشہد پڑھتا ہے اس میں صلوٰۃ علی النبیؐ پڑھنا فرض ہے، اگر کوئی شخص نہ پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ صحابہؓ میں سے ابنِ مسعودؓ، انصاریؓ، ابن عمرؓ اور جابرؓ ابن عبداللہ، تابعین میں سے شعبی، امام محمد باقر، محمد بن کعب، قرظی اور مقاتل بن حیان اور فقہا میں سے اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک تھا اور آخر میں امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اسی کو اختیار کر لیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ دُرود عمر میں صرف ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ یہ کلمۂ شہادت کی طرح ہے کہ جس نے ایک مرتبہ اللہ کی الٰہیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کر لیا، اس نے فرض ادا کر دیا۔ اسی طرح جس نے ایک دفعہ دُرود پڑھ لیا، وہ فریضہ صلوٰۃ علی النبیؐ سے سبکدوش ہو گیا، اس کے بعد نہ کلمہ پڑھنا فرض ہے نہ دُرود۔

ایک اور گروہ نماز میں اس کا پڑھنا مطلقاً واجب قرار دیتا ہے، مگر تشہد کے ساتھ اس کو مقیّد نہیں کرتا۔ ایک دوسرے گروہ کے نزدیک ہر دعا میں اس کا پڑھنا واجب ہے۔ کچھ اور

لوگ اس کے قائل ہیں کہ جب بھی حضورؐ کا نام آئے دُرود پڑھنا واجب ہے۔ اور ایک گروہ کے نزدیک ایک مجلس میں حضورؐ کا ذکر خواہ کتنی ہی مرتبہ آئے دُرود پڑھنا بس ایک دفعہ واجب ہے۔

یہ اختلافات صرف وجوب کے معاملے میں ہیں' باقی رہی دُرود کی فضیلت اور اس کا موجب اجر و ثواب ہونا اور اس کا ایک بہت بڑی نیکی ہونا تو اس پر ساری امّت متفق ہے۔ اس میں کسی ایسے شخص کو کلام نہیں ہوسکتا جو ایمان سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو۔ دُرود تو فطری طور پر [اس] مسلمان کے دل سے نکلے گا' جسے یہ احساس ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں۔ اسلام اور ایمان کی جتنی قدر انسان کے دل میں ہوگی اتنی ہی زیادہ قدر اس کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی بھی ہوگی' اور جتنا زیادہ آدمی ان احسانات کا قدر شناس ہوگا' اتنا ہی زیادہ وہ حضورؐ پر دُرود بھیجے گا۔

پس درحقیقت کثرتِ دُرود ایک پیمانہ ہے جو ناپ کر بتا دیتا ہے' کہ دینِ محمدؐ سے ایک آدمی کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے اور نعمتِ ایمان کی کتنی قدر اس کے دل میں ہے۔ اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

- مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا صَلّٰی عَلَیَّ (احمد' ابن ماجہ) جو شخص مجھ پر دُرود بھیجتا ہے۔ ملائکہ اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر دُرود بھیجتا رہے۔

- مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْراً (مسلم)' جو مجھ پر ایک بار دُرود

بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار دُرود بھیجتا ہے۔

- **أَوْلَـى النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُ هُمْ عَلَیَّ صَلوٰةً** (ترمذی) قیامت کے روز میرے ساتھ رہنے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود بھیجے گا۔
- **اَلْبَـخِیْلُ الَّذِی ذُکِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ** (ترمذی) بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسروں کے لیے **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فُلَانٍ**‘ یا **صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ** یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ کے ساتھ صلوٰۃ جائز ہے یا نہیں؟ جمہورِ امت کے نزدیک ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کے لیے درست ہے‘ ہمارے لیے درست نہیں ہے۔

یہ اہل اسلام کا شعار بن چکا ہے کہ وہ صلوٰۃ وسلام کو انبیاء علیہم السلام کے لیے خاص کرتے ہیں‘ اس لیے غیر انبیاء کے لیے اس کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی بنا پر حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ اپنے ایک عامل کو لکھا تھا کہ: میں نے سنا ہے کہ کچھ واعظین نے یہ نیا طریقہ شروع کیا ہے کہ وہ ’**صلوٰۃ علی النبی**‘ کی طرح اپنے سرپرستوں اور حامیوں کے لیے بھی ’صلوٰۃ‘ کا لفظ استعمال کرنے لگے ہیں۔ میرا یہ خط پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو اس فعل سے روک دو اور انھیں حکم دو کہ وہ صلوٰۃ انبیاء کے لیے مخصوص رکھیں اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں دعا پر اکتفا کریں (**روح المعانی**)۔ اکثریت کا یہ مسلک بھی ہے کہ حضورؐ کے سوا کسی نبی کے لیے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کے استعمال درست نہیں ہے۔

●

(تفهیم القرآن‘ چهارم)

نبیؐ اور اہل ایمان کا تعلّق

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۳۳:۶) بلاشبہ نبیؐ تو اہل ایمان کے لیے ان کی ذات پر مقدم ہیں۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں سے اور مسلمانوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تعلق ہے، وہ تو تمام دوسرے انسانی تعلقات سے ایک بالاتر نوعیت رکھتا ہے۔ کوئی رشتہ اس رشتے سے اور کوئی تعلق اس تعلق سے، جو نبیؐ اور اہل ایمان کے درمیان ہے، ذرّہ برابر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے ان کے ماں باپ سے بھی بڑھ کر شفیق و رحیم اور ان کی اپنی ذات سے بھی بڑھ کر خیر خواہ ہیں۔ ان کے ماں باپ اور ان کے بیوی بچے ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے ساتھ خود غرضی برت سکتے ہیں، ان کو گمراہ کر سکتے ہیں، ان سے غلطیوں کا ارتکاب کرا سکتے ہیں، ان کو جہنم میں دھکیل سکتے ہیں، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں صرف وہی بات کرنے والے ہیں جس میں ان کی حقیقی فلاح ہو۔ وہ خود اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مار سکتے ہیں، حماقتیں کر کے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر سکتے ہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے وہی کچھ تجویز کریں گے، جو فی الواقع ان کے حق میں نافع ہو۔

اور جب معاملہ یہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ آپؐ کی ذات اقدس کو اپنے ماں باپ اولاد اور اپنی جان سے بڑھ کر عزیز رکھیں، دنیا کی ہر چیز

سے زیادہ آپؐ سے محبت رکھیں۔ اپنی رائے پر آپؐ کی رائے کو، اپنے فیصلے پر آپؐ کے فیصلے کو مقدم رکھیں اور آپؐ کے ہر حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے، جسے بخاری و مسلم وغیرہ نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔

●

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف دُرود و سلام جائز ہی نہیں، بلکہ بہت بڑے ثواب کا کام ہے یہ دُرود و سلام عربی میں بھی ہوسکتا ہے اور نعتیہ نظم و نثر میں، علاوہ ازیں کسی دوسری زبان میں بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ اسے فلمی گانوں کی طرز پر گانا حضورؐ کی شان کے خلاف ہے۔ [تدوین : س م خ]

●

ایسا وقت ضرور آنا چاہیے:

جب ظالموں کو ان کے ظلم کا اور صالحوں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیا جائے۔
عقل یہ چاہتی ہے اور انصاف یہ تقاضا کرتا ہے کہ
جو نیکی کرے اسے انعام ملے اور جو بدی کرے وہ سزا پائے۔

اب اگر تم دیکھتے ہو کہ

دنیا کی موجودہ زندگی میں نہ ہر بد کو اس کی بدی کا، اور نہ ہر نیک کو اس کی نیکی کا پورا بدلہ ملتا ہے، بلکہ بسا اوقات بدی اور نیکی کے اُلٹے نتائج بھی نکل آتے ہیں، تو تمھیں تسلیم کرنا چاہیے کہ عقل اور انصاف کا یہ لازمی تقاضا کسی وقت ضرور پورا ہونا چاہیے۔

قیامت اور آخرت اُسی وقت کا نام ہے

اس کا آنا نہیں، بلکہ نہ آنا عقل کے خلاف اور انصاف سے بعید ہے۔

(تفہیم القرآن، ج۴، ص۱۷۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے قلم سے

ابتدائی دینی تعلیم کا منفرد انداز

فقہی تفصیلات پر بحث کے بجائے عقائد کی صداقت پر کلام

اسلامی تعلیمات اور نظامِ زندگی پر ایک عالمانہ اور عام فہم کتاب

اس کتاب کا دنیا کی ۴۶ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے
اور لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔

قیمت: ۳۰ روپے

اسلام کا نظامِ حکمرانی کیا ہے؟

اسلام خلافت چاہتا ہے یا بادشاہت اور آمریت؟

اسلامی تاریخ کے اہم ترین دور پر ایک نظر

قیمت: ۱۱۰ روپے

غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 92-042-7236665